تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان
دفتر اوّل کے کھاتے جاری کرنے کی تحریک
اور دفتر چہارم کا اجراء

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۱﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ
فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۤءَ فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ﴿۲۷۲﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ ۭ
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۤءَ
وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ
لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۳﴾ (البقرہ: ۲۷۱-۲۷۳)

اور پھر فرمایا:

یہ آیات جن میں مالی قربانی کے متعلق ایک مبسوط اور مضبوط اور بہت گہرا اور وسیع مضمون

بیان ہوا ہے۔ بارہا جماعت کے سامنے پڑھی جاتی ہیں اور بارہا احمدی اپنے طور پر بھی ان کی تلاوت کرتے ہیں۔لیکن جتنی دفعہ بھی ان پر غور کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان آیات میں نئے مضامین بھی دکھائی دینے لگتے ہیں اور نیا ربط نظر آنے لگتا ہے۔

آج میں نے ان آیات کا انتخاب اس غرض سے کیا ہے کہ میں آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان اور اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق تحریک جدید کے باونویں سال کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور چونکہ تحریک جدید للّٰہی قربانیوں میں ایک نمایاں امتیاز رکھتی ہے اور اس دور میں اس نے ایسی عظیم الشان مالی قربانیوں کی بنیاد ڈالی جو مختلف شکلوں میں مزید شاخیں اور پھل اور پھول دیتی رہی اور اس تحریک سے اور نئی نئی تحریکیں بھی پیدا ہوئی اور مزید ہو رہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی۔اس لئے ضروری ہے کہ جب بھی تحریک جدید کا یا دیگر مالی تحریکوں کا آغاز کیا جائے تو قرآن کریم سے برکت حاصل کرنے کے لئے اور قرآن کریم کے مضامین سے استفادہ کرنے کے لئے بعض آیات کا انتخاب کر کے وہ جماعت کے سامنے پیش کی جائیں۔

یہ آیت وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اپنی ذات میں ایک مکمل مضمون بیان کر رہی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بات ختم ہوگئی، اس کے بعد کسی اور مضمون کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر بقیہ آیات جب اس مضمون کو پھر آگے بڑھاتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کئی ایسے گوشے تھے جن کی وضاحت ضروری تھی۔اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو کسی قسم کا خرچ یا نذر مانتے ہو کسی قسم کی بھی نذر فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ط اللہ اسے جانتا ہے۔ مالی قربانی کرتے وقت خواہ وہ کسی رنگ کی ہو تحفہ ہو یا صدقہ ہو یا دکھاوے کے لئے ہو، کسی غرض سے بھی خرچ کیا جائے، ہر خرچ کرنے والے کے سامنے ایک چہرہ ہوتا ہے جس کی وہ رضا چاہتا ہے۔ دکھاوا کرنے والے بھی جب خرچ کرتے ہیں تو عوام کا چہرہ ان کے سامنے ہوتا ہے۔بغیر دکھاوے کے اور بغیر ایسے مقصد کے جس کے نتیجہ میں کوئی راضی ہو کوئی انسان کوئی چیز خرچ نہیں کرتا۔ اپنے لئے بھی خرچ کرے تو خود جانتا ہے، اپنے بیوی بچوں کے لئے خرچ کرے تو اسے چین نہیں آسکتا جب تک ان کو پتہ نہ چلے کہ خرچ کرنے والا کون ہے۔اسی لئے پنجابی میں کہتے ہیں سوئے ہوئے بچے کا منہ چومنے کا فائدہ کیا؟ اس کو پتہ نہیں چلتا کہ کون منہ

چوم گیا۔ مائیں بھی چومتی ہیں تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بچے کو معلوم ہو کہ کس نے اس کا منہ چوما ہے اللہ تعالیٰ ان سارے امکانات کا ذکر اس آیت میں کر کے فرمایا ہے کہ تم محمد ﷺ کے غلام ہونے کی وجہ سے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو۔ اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہو اس لئے یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ سوئے ہوئے بیٹے کا منہ چوم رہے ہو بلکہ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہمہ وقت جاگنے والے آقا کے قدموں میں تم ایک نذر پیش کر رہے ہو اور وہ ہر حال میں ہر وقت نہ صرف تمہاری مالی قربانی کے ظاہر سے واقف ہے بلکہ اس کے پس پردہ جذبات سے بھی واقف ہے، نہ صرف یہ کہ نیتوں کے اچھے پہلوؤں سے واقف ہے بلکہ نیتوں کے بد پہلو سے بھی واقف ہے۔ اس لئے اس آیت میں جہاں ایک حوصلہ دلایا، ایک یقین دلایا کہ ہماری مالی قربانیاں کسی حالت میں بھی ضائع نہیں جاسکتیں۔ جس چہرے کی رضا کی خاطر ہم پیش کر رہے ہیں اسے خوب خبر ہے، وہاں ایک انذار بھی فرمادیا کہ دنیا والوں کو تو تم دھوکا دے سکتے ہو، دنیا والوں کے لئے تو تم یہ کر سکتے ہو کہ خرچ کسی اور مقصد کے لئے کر رہے ہو اور داد طلبی کسی اور سے کر رہے ہو۔ بسا اوقات اپنا احسان جتا رہے ہو کسی اَور شخص پر اور مقصد بالکل اَور ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے ریا کار ایسے ہیں جو غرباء پر خرچ کرتے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ قوم میں ان کی ساکھ بیٹھے، قوم سمجھے کہ یہ ایک بہت ہی ہمدرد انسان ہے۔ بڑے بڑے دکھاوا کرنے والے ایسے امیر ہیں جو ٹیلیویژن کے سامنے جانے کی خاطر خرچ کرتے ہیں یا کسی حکومت کے سربراہ سے بعد میں فائدے حاصل کرنے کی خاطر خرچ کرتے ہیں ایسے لوگ خرچ بظاہر نیک کام پر کر رہے ہوتے ہیں، داد طلبی کسی اور طرف سے ہے اور خرچ کا رخ کسی اور طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی تنبیہ فرمادی کہ تمہیں ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ جس ذات کے نام پر تم خرچ کر رہے ہو وہ تمہارے پس پردہ خیالات سے بھی واقف ہے۔ اس لئے اگر وہاں رخنہ ہوا تو وہ خرچ قبول نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ اس کے معًا بعد یہ فرمایا وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اب بظاہر اس آیت کے پہلے ٹکڑے کا اس آیت کے دوسرے ٹکڑے سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ فرما رہا ہے کہ اگر تم خرچ کرو تو ہر حال میں نیک کاموں پر خرچ کرنے کی نیتیں باندھو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہارے اس خرچ کے ہر پہلو سے واقف ہے اور ساتھ ہی فرمادیا کہ ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ خرچ کرنے والا تو اچھا ہوتا

ہے وہاں تو بظاہر محسنین کا ذکر آنا چاہئے تھا یہ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ کا کیا تعلق ہوا؟ جب ہم اس پہلو پر غور کرتے ہیں تو بہت ہی وسیع مضمون سامنے آتا ہے جس کے پھر دو پہلو ہیں۔ اول حسن کا پہلو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کی دعوت دی تو اس کے نتیجہ میں آپ ؐ کے لئے اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (الصّف:۱۵) پیدا ہوئے جو ظالموں کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ اس سے پہلے سورۂ صف میں یہ مضمون بیان ہو چکا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ (الصّف:۸) وہاں بھی ظالم کہہ کر بظاہر بات کی گئی ہے مگر نیکوں کی طرف سے ان پر لگنے والے الزاموں کا دفاع کیا گیا ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ اگر کوئی ظالم ہو تو خدا تعالیٰ اُس کی نصرت نہیں فرماتا، وہ ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جب کوئی خدا کی طرف سے دعویٰ پیش کر رہا ہو اور ہلاک نہ ہو رہا ہو اور اس کے انصار الی اللہ پیدا ہو جائیں یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ظالم نہیں۔ پس بظاہر نفی میں ذکر ہے مگر مضمون اس پہلو سے مثبت بن جاتا ہے۔ فرمایا دیکھو محمد مصطفی ﷺ انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دیتے ہیں اور تم اس انفاق پر لبیک کہہ رہے ہو اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم کس شان کے ساتھ لبیک کہہ رہے ہو اور تمہاری یہ ادائیں، تمہارے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حسن، یہ ایسے حسین نظارے ہیں کہ جو انصار الی اللہ میں ہی نظر آیا کرتے ہیں کیونکہ ظالمین کو خدا تعالیٰ انصار الی اللہ عطا نہیں کیا کرتا۔ اس مضمون کو پھر اگلی آیتوں میں کھول کر بیان کیا کہ کن انصار کی بات ہو رہی ہے۔

واقع یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی آواز پر خرچ کرنے والے پیدا ہوئے لیکن شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض غلط لوگوں کی غلط تحریکات پر بھی ان کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اور حکومتیں بھی ان پر خرچ کرتی ہیں، پھر کچھ امراء بھی ایسے ہوتے ہیں جو بدلوگوں پر بدارادوں سے خرچ کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں کی کیا پہچان ہوگئی؟ جب صورت یہ ہے کہ اس شخص کی آواز پر خرچ کرنے والے تو انصار ہیں جو ظالموں کو نصیب نہیں ہوتے اور دوسری آوازوں پر خرچ کرنے والے انصار نہیں ہیں تو پھر لازماً ان دونوں قسم کے خرچ کرنے والوں کے مابین تمیز ہونی چاہئے۔ اس لئے اگلی آیت اس مضمون کو کھولتی چلی جارہی ہیں۔ یہ آیات خرچ کرنے والوں میں اتنا بین فرق کر دیتی ہیں کہ جو انصار الی اللہ ہوتے ہیں ان میں اور

بدارادوں کے ساتھ بد مقاصد کے لئے خرچ کرنے والوں میں تمیز نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ فرمایا:

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّکُمۡ ‌ؕ وَيُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِکُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۲﴾

اب یہ مضمون پہلی آیات کے مضمون کو دو طرح سے کھول رہا ہے۔ ایسا حسین ربط ہے کہ انسان قرآن کریم کے انداز بیان کو حیرت سے دیکھتا ہے۔ اس آیت کا پہلا ٹکڑا جو ہے وہ پہلے حصہ سے تعلق رکھتا ہے جو یہ ہے وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ؕ وَمَا اور دوسرا حصہ انصار الی اللہ کے مضمون کو کھولتا ہے۔ یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے فرمایا اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ اگر تم صدقات ظاہر کردو، خدا کی راہ میں جو خرچ کرتے ہو اسے کھول دو فَنِعِمَّا هِيَ یہ بھی بہت اچھی بات ہے وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّکُمۡ اگر تم ان کو چھپاؤ اور فقراء کو دے دو تو یہ بھی تمہارے لئے ٹھیک ہے۔ اس مضمون کی وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ پہلی آیت میں تو یہ بیان فرما دیا تھا کہ اللہ کو علم ہے اور جس کی خاطر تم خرچ کر رہے ہو جب اس کو علم ہو گیا تو بات پوری ہو گئی، مضمون مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد مزید ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ انسان کے دل میں یہ خیال آ سکتا ہے کہ نیکی تو صرف یہ ہے کہ اس طرح لِلّٰہ خرچ کروں کہ کسی دوسرے کو کسی قیمت پر بھی اس کا علم نہ ہو اس کے بغیر میرا انفاق قبول نہیں ہوگا۔ یہ ایک وہمہ دل میں پیدا ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم صدقات کو ظاہر کرو فَنِعِمَّا هِيَ یہ بھی بہت عمدہ بات ہے۔

''ظاہر کرو'' کے مضمون کا تعلق زیادہ تر قومی چندوں سے ہے، قومی انفاقات سے ہے کیونکہ جب آپ قومی طور پر مالی قربانیوں میں حصہ لیتے ہیں تو معاملہ چھپ سکتا ہی نہیں۔ اس کا اظہار کے ساتھ ایک ایسا ربط ہے، ایک ایسا گہرا تعلق ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کو براہ راست تو آپ

کوئی چندہ نہیں دے سکتے ۔ایک جماعتی نظام کے طور پر ہی دیتے ہیں ۔آنحضرت ﷺ جب خدا اور بندے کے درمیان بطور رابطہ کے موجود تھے تو صحابہؓ کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے قدموں میں اپنی قربانیوں کو لا ڈالنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر قربانی کرنے والے اپنی مالی قربانی کو بعض دفعہ غیروں سے چھپانے کی کوشش میں اسے براہ راست آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے وہاں سے پھر ان کی اس قربانی کو شہرت مل جاتی تھی۔ان کی قربانی کو ظاہر کرنے سے غرض یہ ہوتی تھی کہ تا دوسرے ان کا تتبع کریں۔ قومی قربانیوں کا ان کے اظہار کے ساتھ ایک گہرا ربط ہے۔یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ قومی قربانیوں میں حصہ لیں اور اسے اس طرح چھپا لیں اور اگر ممکن ہے بھی تو بہت بعید کی بات ہے کہ کسی فرد بشر کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ دوسرا پہلو جو ہے وہ ذاتی اور انفرادی قربانیوں کا ہے۔انفرادی قربانیوں میں بات کو چھپایا جاسکتا ہے۔ مثلاً جب آپ غرباء،کوفقراء کو،یتیموں کو، بیوگان کو کچھ دیتے ہیں تو اخفا کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں ۔ایک تو یہ کہ آپ ساری دنیا سے چھپا کے دے سکتے ہیں مگر اس صورت میں کہ جس کو دے رہے ہیں اُس کو پتہ چل جاتا ہے ۔قرآن کریم نے چونکہ اخفاء کے ساتھ انفرادی قربانیوں کے مضمون کو باندھا ہے اس لئے صحابہؓ نے بھی اس کا یہی مطلب سمجھا اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ لوگ رات کو چھپ کے نکلتے تھے اور ایسے شخص کو ڈھونڈ تے تھے جو محتاج بھی ہو اور جس کو ضرورت بھی ہو اور اسے پتہ بھی نہ لگے۔اب رات کو چھپ کر نکلنا اور یہ فیصلہ کر لینا کہ کوئی شخص ضرورت مند ہے یہ دو متضاد چیزیں ہیں، چنانچہ ایسے ایسے دلچسپ واقعات رونما ہوئے کہ ایک شخص رات کو نکلا ہے اور صدقہ کسی دولت مند کو دے دیا اور وہاں سے دوڑ پڑا کہ اس کو پتہ نہ چلے وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ ؕ کی ایک عجیب تصویر اُس وقت کھینچی گئی اور دوسرے دن باتیں شروع ہوگئیں اور لوگ ہنسنے لگے کہ مدینہ میں آج عجیب واقعہ ہوا ہے، آنحضرت ﷺ کا ایک غلام دنیا سے چھپنے کی خاطر کہ بجز خدا کے کسی کو علم نہ ہو سکے رات کو نکلا اور ایک امیر آدمی کو صدقہ دے کر بھاگ گیا اتنا وقت بھی نہیں دیا کہ وہ شخص کہہ سکے کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پھر وہ بیچارہ دوسری رات کو نکلا اور پھر کسی ایسے شخص کو دے دیا جس کو دینا مناسب نہیں تھا۔تین راتیں وہ اسی طرح مسلسل کوشش کرتا رہا اور آخر تک وہ یہ نہیں سمجھ سکا کہ میں نے کسی صحیح آدمی کو دیا بھی ہے کہ

نہیں۔ بہر حال آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ اس مضمون کو یہاں تک پہنچاتے رہے کہ تُخْفُوْهَا کا مضمون ایسا کامل ہو جائے کہ جس شخص کو دیا جا رہا ہے اس کو بھی پتہ نہ لگے مگر بہر حال اکثر اوقات اکثر صورتوں میں جس کو دیا جاتا ہے اس کو تو پتہ چل جاتا ہے۔ چونکہ اللہ جانتا ہے کہ یہ شخص اخفا چاہتا ہے اور کسی بدلہ کی تمنا نہیں رکھتا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس شخص کے اس پہلو کی حفاظت فرمادی جب یہ فرمایا کہ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے پہلوؤں کو جانتا ہے اس لئے تم اتنا بھی تردد نہ کیا کرو کہ اخفاء میں حد ہی کر دو اور حد اعتدال سے گزر جاؤ۔ تمہاری نیت چاہئے اگر تم چاہتے ہو کہ ریا کاری نہ ہو، اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی خاطر کسی کو دیا جائے تو اپنی نیت کو پاک اور صاف کرلو، پھر اگر کسی کو پتہ بھی چل جائے تو تمہاری قربانی اخفاء کے پردے میں ہی رہے گی یعنی خدا تعالیٰ جن قربانیوں کو مخفی فرماتا ہے اسی شمار میں تمہاری قربانی بھی گردانی جائے گی۔

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو دور کرتا ہے۔ جب یہ تین صفات اکٹھی پڑھی جائیں تو اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ انصار الی اللہ کون ہیں اور غیر انصار الی اللہ کون ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظالموں کو نصیب نہیں ہوا کرتے۔ ساری دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالیں اللہ کے نبیوں کے سوا اس قسم کے خرچ کرنے والے کسی کو نصیب نہیں ہوا کرتے۔ وہ جب کھل کر دیتے ہیں تو اس لئے کھل کر دیتے ہیں کہ قومی قربانیوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اخفاء ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا اور اس لئے بھی کھل کر دیتے ہیں تا کہ دوسرے لوگوں میں تحریک پیدا ہو اور قوم میں قربانی کا جذبہ پھیلے۔ صرف اسی پر انحصار نہیں کرتے، پھر وہ چھپ کے بھی دیتے ہیں، مخفی طور پر بھی دیتے ہیں تا کہ ان کے دل پر کسی قسم کا زنگ نہ لگ سکے اور ان کی نیتیں دونوں پہلوؤں سے صاف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو اس کا ایک نتیجہ ظاہر ہوگا وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ کہ انصار جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچ وہیں نہیں رک جایا کرتا بلکہ اس کے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی نتائج پیدا ہوتے ہیں اور رضائے باری تعالیٰ کے علاوہ بھی ایک نتیجہ یہ ہے کہ ان کی بدیاں کم ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور نیکیاں بڑھنے لگتی ہیں۔

یہ ایک عجیب مضمون ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نیک لوگ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں ان کی راہیں ہی الگ ہیں ان لوگوں سے جو خدا کے سوا کسی چیز پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ وہ انصار ہیں

جن کے متعلق فرمایا وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ محمد رسول کریم ﷺ کو جیسے انصار ملے ہیں ان کی شکلیں تو دیکھو یہ بالکل اور چیزیں ہیں۔ ظالموں کو ایسے انصار نہیں ملا کرتے تمام دنیا کی قوموں کی مالی قربانیوں کی تاریخ پر نظر ڈالو۔ ایسے انصار جن کا ذکر قرآن کریم فرمارہا ہے یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا یا ان انبیاء کے سوا جو آپ کی متابعت میں درجے پاگئے اور لوگوں کو نصیب نہیں ہوا کرتے۔

جب میں یہ کہتا ہوں کہ متابعت میں درجے پاگئے تو مراد یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چونکہ مقصود تھے اس لئے باقی انبیاء نے بھی انہی اخلاق حسنہ کی پیروی کی ہے جن کو محمد رسول کریم ﷺ نے انتہاء تک پہنچایا اور اس طرح ان کو بھی اسلام کے ٹکڑے نصیب ہوئے۔ اس لئے کوئی نبی بھی ان معنوں میں اتباع محمد مصطفیٰ ﷺ سے باہر نہیں رہتا اور جس نے جو بھی درجہ پایا ہے اسی اتباع کے نتیجہ میں پایا ہے۔

پھر فرمایا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اللہ تمہارے اعمال سے بھی خوب واقف ہے یعنی نیتوں سے بھی واقف ہے اور جانتا ہے کہ اچھی نیت ہے، پاک نیت ہے، صاف نیت ہے، خدا کی خاطر ہی خرچ کر رہے ہو اور قومی طور پر بھی خرچ کر رہے ہو اور انفرادی طور پر بھی خرچ کر رہے ہو اور پھر وہ اعمال کی کمزوریوں سے بھی واقف ہے کیونکہ باوجود اِس نیکی کے تمہارے اعمال میں رخنے بھی ہو سکتے ہیں، کئی لحاظ سے کمزوریاں بھی ہو سکتی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ لوگ طعنے دیں کہ چندے تو بڑے دیتا ہے لیکن فلاں کمزوری ہے چندوں کا کیا فائدہ ہے اگر فلاں بات میں بدی موجود ہے تو چندوں کا کیا فائدہ؟ اگر فلاں شخص سے اس کا معاملہ ٹھیک نہیں ہے تو چندوں کا کیا فائدہ؟ چندہ دینے والے کو چندہ نہ دینے والے اس قسم کے بہت طعنے دیا کرتے ہیں اور پھر دکھاوے کا الزام لگاتے ہیں کہتے ہیں چھوڑو جی چندوں کی خاطر ہی جماعت بنی ہے؟ اور بھی تو نیکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ان چندوں کے ساتھ باقی اعمال کا توازن بھی قائم ہونا چاہئے۔ جتنا تم مالی قربانی میں آگے بڑھو گے خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ تمہاری اصلاح فرماتا چلا جائے گا۔ پس یہ ایک دوسرا ثبوت ہے انصار الی اللہ کا، دوسری صفت ہے ان کی، دوسری خصلت ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا کا سلوک ان کے ساتھ بہت احسان والا ہے جو غیر اللہ کی خاطر قربانی کرنے والوں میں نظر نہیں آئے گا۔

جب وہ بدیوں کی خاطر قربانی دیتے ہیں یعنی بظاہر قربانی نظر آتی ہے لیکن بد کام کے لئے خرچ کرتے ہیں، غلط نیتوں سے خرچ کرتے ہیں، غلط مقاصد پر خرچ کرتے ہیں، غلط لوگوں پر خرچ کرتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں اس کا برعکس منظر آپ کو دکھائی دے گا۔ ان اخراجات کے بعد ان کے اعمال سدھرتے نہیں بلکہ بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں، ریا کار زیادہ سے زیادہ بڑے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں سوسائٹی میں، بظاہر نیک کاموں پر اموال خرچ ہو رہے ہوتے ہیں لیکن دن بدن ساری سوسائٹی ریا کاری کا شکار ہو رہی ہوتی ہے، اخباروں میں نام اور تصویریں چھپنے کی خاطر، لوگوں کے جلسوں میں سب کے سامنے بڑے لوگوں کو چیک پیش کئے جاتے ہیں لوگوں سے داد لینے کے لئے۔ اس کے نتیجہ میں وہ گندے مال کی طلب میں اور بڑھ جاتے ہیں، حرام کھانے میں ان کی جھجک پہلے سے بھی زیادہ اٹھ جاتی ہے۔

دو مختلف مضمون ہیں، دو مختلف رخ ہیں۔ ایک وہ انصار ہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہوئے اور آپ کے بعد آپؐ کی غلامی میں آپؐ کے اور نمائندگان کو بھی ہمیشہ کے لئے عطا ہوتے رہیں گے۔ اور ایک وہ انصار ہیں جو غیر اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں، غیر مقاصد کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ان کے اعمال بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جو پہلا گروہ ہے وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ کا وعدہ ان کی ذات میں پورا ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور دوسرے خرچ کرنے والوں کے اعمال بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ تمہارے ہر عمل پر چونکہ خدا کی نظر ہے اس کو پتہ ہے کہ تمہارے اعمال کے کس حصہ میں کمی واقعہ ہوئی ہے اور اسے سدھارنا ضروری ہے۔ اس لئے تم مطمئن رہو اصلاح کرنے والے تو ہم ہیں اس کے ساتھ ہی فرمایا لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ آنحضرت ﷺ دنیا کے ہادی تھے لیکن یہاں فرمایا لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ ان لوگوں کو ہدایت دینا تیری ذمہ داری نہیں ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوسکتا کہ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت ﷺ کو ہادی ہونے کے مقام سے ہٹایا جا رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ تو ہادی ہے لیکن اس کے باوجود دلوں کی باریکیوں تک تیری نگاہ نہیں ہے۔ اعمال کی باریکیوں تک تیری نگاہ نہیں ہے جو نیکی کرتا ہے تجھے دکھائی دے گا تو تُو اس کے لئے

دعا کرے گا، اس کے ساتھ حسن سلوک کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ جو پس پردہ انسانی نیتوں کی خبر رکھتا ہے، جو اعمال کی نیتوں اوران کی کنہ سے واقف ہے اور پھر اعمال کی تفصیلات پر جس کی نظر ہے اور پھر ہر انسان کے اعمال پر اس کی نظر ہے وہ اختیار رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو ان کو درست کر دے۔ یعنی کام تو تیرا ہے لیکن کرنا اللہ نے ہے، ہادی تجھے بنایا ہے لیکن ہدایت کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے۔ تا کہ تجھ پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ بنے۔ اس لئے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ہدایت کا فیض جو لوگوں تک پہنچتا ہے اس فیض کو خدا خود لوگوں تک پہنچاتا ہے خدا فرما رہا ہے کہ ہادی تو تو ہے لیکن ہدایت دینا ہمارا کام ہے اس کی ذمہ داری ہم نے اٹھالی ہے۔ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ کہہ کر پھر اس مضمون کو کھول دیا کہ جو کچھ تم اپنے اوپر خرچ کرتے ہو، اپنے لئے خرچ کرتے ہو، یعنی پہلی آیت نے تو یہ ظاہر کیا تھا کہ بس بات یہاں ہی ختم ہوگئی جس کی خاطر خرچ کرنا تھا اس کو پہنچ گیا۔ وہ جانتا ہے اس کو خوب علم ہے اس لئے تم راضی ہو کر لوٹ آئے۔ دنیا کے معاملات میں یہی ہوا کرتا ہے وہ تحفہ جو رضا کی خاطر دیا جاتا ہے اس تحفہ میں جب اس شخص کو پہنچ جائے اس کو علم ہو جائے تو مضمون وہیں ختم ہو جایا کرتا ہے۔ رضا حاصل ہوگئی تو فرمایا رضا تو تمہیں حاصل ہوگئی تھی اس کے علاوہ بھی مالی قربانیوں میں بہت فائدے ہیں، ایک یہ کہ خدا تمہاری اصلاح کا بیڑا اٹھا لیتا ہے اصلاح کی ذمہ داری قبول فرما لیتا ہے اور ہر خرچ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ تمہیں ایک نیا حسن عطا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو عملاً تم اپنے لئے خرچ کر رہے ہو لیکن ساتھ ہی فرمایا وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ تمہاری نیت یہ نہیں ہوتی کہ تم ٹھیک ہو، خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہاری نیت یہی رہتی ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو اس لئے جب یہ نیت ہوگی کہ خدا کی رضا حاصل ہو تو اس کے طبعی نتیجہ میں تمہاری اصلاح ہو رہی ہوتی ہے اور اگر تم یہ نیت رکھو کہ مجھے کوئی فائدہ حاصل ہوگا تو نہ تمہیں رضا حاصل ہوگی اور نہ کوئی فائدہ حاصل ہوگا اس لئے دوبارہ توجہ دلا دی کہ ہم یہ تو تمہیں بتا رہے ہیں کہ فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا لیکن خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کبھی بھی اپنے فائدہ کی نیت پیش نظر نہ رکھنا کیونکہ یہ فائدہ تمہیں تب پہنچے گا جب تمہاری نیت رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے سوا اور کچھ نہیں ہوگی۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ اب جا کر یہ

مضمون مکمل ہو جاتا ہے فرمایا صرف یہی نہیں بلکہ جو تم خرچ کرتے ہو اسے تمہیں لوٹا بھی دیں گے۔ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ میں لفظ يُوَفَّ بھر پور لوٹانے کا مضمون ادا کرتا ہے۔ بظاہر تو یہ ہے کہ جتنا تم دے رہے ہو اتنا تمہیں پورا پورا واپس کیا جائے گا لیکن یہ مراد نہیں ہے۔ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ نے اس مضمون کو کھول دیا ہے۔ جب نفی میں کہا جائے کہ تمہیں نقصان نہیں ہوگا یا یہ نقصان کا سودا نہیں تو اس کا مثبت معنی ہوا کرتا ہے کہ بہت فائدے کا سودا ہے۔ یہ ایک طرز کلام ہے جو ہر زبان میں پائی جاتی ہے۔ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا تم سے خدا نے لیا تھا بالکل اسی طرح پائی پائی واپس کر دے گا۔ مراد یہ ہے کہ جب تم خدا کے ساتھ سودے کرتے ہو تو گھاٹے کے سودے نہیں ہوا کرتے، کسی قیمت پر بھی خدا تمہیں زیاں کا احساس نہیں رہنے دیگا۔ اب بتایئے کہ کیا یہ انفاق فی سبیل اللہ محمد مصطفی ﷺ کے انصار کو باقی سب دنیا کے خرچ کرنے والوں سے ممتاز کر دیتا ہے کہ نہیں کر دیتا ایسے سودے تو رسولوں کے ماننے والوں کے سوا اور ان کے متبعین کے سوا دنیا کی کسی قوم کو نصیب ہوا ہی نہیں کرتے۔ یہ وہ امتیازی شان ہے جو بتا رہی ہے کہ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ اگر کسی دعویدار کو ایسے لوگ نصیب ہو جائیں جن کے خرچ کی ایسی ادائیں ہوں، جن کی یہ خصلتیں ہوں۔ جن کے ساتھ خدا کا پھر یہ سلوک ہو کہ ان کے اعمال بھی ساتھ سدھر رہے ہوں اور ان کے اموال بھی کم نہ ہو رہے ہوں بلکہ بڑھ رہے ہوں اس دنیا میں بھی ان کو پہلے سے بڑھ کر عطا ہو رہا ہو، ایسے لوگ دکھاؤ کہ غیروں میں بھی کہیں ملتے ہیں۔ یہ ہے اعلان آیت کا، یہ ہے وہ چیلنج جس کو دنیا کی کوئی قوم بھی قبول کرے تو اس کو ثابت نہیں کر سکتی۔ ایسی عظیم الشان ایک امتیازی شان ہے انبیاء کی جس کو ظاہر کیا گیا ہے کہ ان کے ماننے والے پھر ان شکلوں کے ہو جاتے ہیں، ان صفات کے ہو جاتے ہیں، ان انعامات کے مورد بن جاتے ہیں، خدا تعالیٰ سے یہ یہ رحمتیں ان کو نصیب ہوتی ہیں، یہ یہ فضل عطا کئے جاتے ہیں۔

آج جماعت احمدیہ کی تصویر ان آیات میں موجود ہے۔ لاکھ دنیا شور مچائے، چیخے چلائے، گالیاں دے، تہمتیں باندھے ظلم وستم کا بیڑا اٹھائے مگر یہ تین آیات کا جو مضمون ہے یہ جماعت احمدیہ سے چھین نہیں سکتی۔ ایسی امتیازی شان ہے جماعت احمدیہ میں یہ کہ ہر پہلو سے خدا کے فضل کے ساتھ یہ مضمون جماعت احمدیہ کے اوپر پورا اتر رہا ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے جانتے ہیں،

ان کی اولادیں جانتی ہیں، ان کی اولاد در اولاد جانتی ہے کہ جن لوگوں نے بھی خدا کی خاطر کچھ خرچ کیا تھا اس سے بہت بڑھ کر کوئی نسبت ہی نہیں چھوڑی خدا نے اتنا بڑھ کر ان کو پھر عطا فرمایا، انکو عطا کیا پھر ان کی اولادوں کو عطا کیا اور بعض دفعہ فوری طور پر ایمان اور اخلاص بڑھانے کے لئے گن کے بھی اتنا دے دیا کہ یہ خیال نہ ہو کہ شاید ویسے ہی ہمیں مل رہا ہے۔

چنانچہ بعض دفعہ، کیا بڑی کثرت کے ساتھ ایسی مثالیں ہیں اور مجھے احمدی مخلصین لکھتے رہتے ہیں کہ عجیب شان ہے خدا تعالیٰ کے پیار کی کہ پیسہ کوئی نہیں تھا، ایک ہزار پونڈ ہم نے دوسرے مقصد کے لئے رکھا ہوا تھا وہ ہم نے خرچ کر دیا اس میں اور بعینہ اتنی رقم ایک ایسے رستہ سے عطا ہوگئی جس کا ہمیں تصور بھی نہیں تھا، وہم بھی کوئی نہیں تھا۔ اسی طرح پاکستان کے اور دوسرے ممالک کے دوست جو مالی قربانی ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ کرتے ہیں ان کے ساتھ خدا یہ سلوک فرماتا ہے لیکن یہ سلوک جو ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صرف یہ ظاہر کرنے کی خاطر ہے کہ ایک مقتدر خدا ہے جو بالارادہ یہ فعل کر رہا ہے تمہیں سمجھانے کی خاطر کہ جس نے یہ وعدہ کیا تھا يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ وہ وعدے پورے کر رہا ہے۔ لیکن ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہاں بات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اکثر صورتوں میں اتنا عطا فرماتا ہے کہ وہ شخص پھر کاؤنٹ (Count) ہی بھول جاتا ہے، اس کی گنتی بھول جاتا ہے اور بعض دفعہ اولادیں بدقسمتی سے یہ بھول جاتی ہیں کہ یہ ہمارے ماں باپ کی قربانیاں تھیں جن کا پھل ہمیں نصیب ہو رہا ہے۔ تو ساری دنیا زور لگا کے دیکھ لے ایسا بن کے دکھا دے یہ تو کھلا چیلنج ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے سوا آج کوئی نہیں ہے دنیا میں جس کے اندر یہ تین آیات کا مضمون عملی زندگی میں نظر آ رہا ہو۔ کتنا عظیم الشان مقام ہے للہ خرچ کرنے والوں کا اور کتنا بڑا احسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ اس زمانے میں ہمیں صحابہ کی خصلتیں عطا فرما دیں۔ چودہ سو سال دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو، مختلف قوموں کے لوگوں کو، مختلف نسلوں کے لوگوں کو، مختلف ملکوں کے لوگوں کو، مختلف براعظموں کے لوگوں کو ساری دنیا تک حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا یہ فیض پہنچا دیا جس کا ان تین آیات میں ذکر چل رہا ہے، پس بڑی خوش نصیبی ہے۔

تحریک جدید کی جو تحریک حضرت مصلح موعود نے 1934ء میں فرمائی تھی اس کے ساتھ بھی

خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہو رہا ہے۔ ایک اور رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کا سلوک اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران:۱۳۱) ہوا کرتا ہے۔ ایک طرف تو ہر فرد بشر کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے خدا کا یہ سلوک اس کے اموال میں برکت دیتا چلا جاتا ہے۔ دوسری طرف اجتماعی طور پر وہ جماعت جو خدا کی خاطر خرچ کرتی ہے اس کے چندوں میں، اس کے اموال میں برکت دیتا چلا جاتا ہے۔ تحریک جدید نے جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کیا ہر آئندہ سال اس سے بہت بڑھ کر خدا تعالیٰ نے پھر عطا کر دیا اور یہ سلسلہ حیرت انگیز طور پر مسلسل آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جب پچاسواں سال تحریک جدید کا تھا اس وقت میں نے اعلان کیا کہ خدا کرے ایک کروڑ تک پہنچ جائے وہ تحریک جو ایک لاکھ کے قریب چندے سے شروع ہوئی تھی اب پچاس سال ہو چکے ہیں ایک کروڑ تو ہونا چاہئے اسکو چنانچہ اسی سال اگرچہ وعدے کم تھے لیکن عملاً وصولی ایک کروڑ ہو گئی تھی اور اب اس سال کے جو وعدے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اندرون اور بیرون کے ملا کر ایک کروڑ اکیس لاکھ ستاون ہزار (Rs1,21,57,000) کے ہیں جو سال گزرا ہے۔

تحریک جدید سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکستان کے متعلق ان کی کوشش تھی اور میری بھی یہی خواہش تھی کہ پچاس لاکھ تک وصولی پہنچ جائے گی۔ لیکن وعدے ابھی تک صرف چوالیس لاکھ بیس ہزار (Rs44,20,000) کے مل سکے ہیں لیکن ساتھ ہی وہ لکھتے ہیں کہ عملاً تحریک جدید کے ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ وصولیاں وعدوں سے ہمیشہ آگے بڑھتی ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال اڑتیس لاکھ کے وعدے تھے تو چالیس لاکھ سے زیادہ وصولی ہوئی تھی اور اب ان کا خیال ہے کہ چوالیس لاکھ کے وعدے ہیں اور ان کی دعا اور توقع بھی یہی ہے، خدا کرے ایسا ہی ہو کہ پاکستان کی وصولیاں انشاء اللہ تعالیٰ پچاس لاکھ سے آگے نکل جائیں گی۔

تو یہ باونواں (۵۲ واں) سال ہمارے لئے ایک مزید یقین کا سال ہے۔ خدا کے وعدوں کو ہم بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور ہر سال دیکھ رہے ہیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ ہر قدم جماعت کا ہر قسم کے مشکل حالات میں آگے کی طرف اٹھ رہا ہے۔ پاکستان کے جو حالات گزر رہے ہیں ان کے باوجود وعدوں میں اضافہ تھا اور سال گزشتہ کے مقابل پر آج تک کی وصولی میں بھی اضافہ ہے جس سے ان کی توقع یہ بعید از قیاس نہیں کہ پوری ہو بلکہ مجھے

امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہو جائے گی چوالیس کی بجائے انشاء اللہ پچاس لاکھ تک وعدے پہنچ جائیں گے۔ اور بیرون پاکستان میں ستتر لاکھ چھتیس ہزار نوسو نوے (Rs77,36,990) کے وعدے بھی میں سمجھتا ہوں آگے بڑھ جائیں گے وصولی کے لحاظ سے۔ کیونکہ اب تک بیرون پاکستان کی وصولی کا تناسب پاکستان کی وصولی کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

جماعتوں کو اب توجہ بھی پیدا ہو رہی ہے تحریک جدید کے چندہ کی طرف۔ اس سے پہلے کیونکہ چندہ عام اور وصیت اور بعض دیگر چندے تحریک جدید کے چندے کے مقابل پر بہت زیادہ آگے بڑھ گئے تھے اس لئے تحریک جدید کے چندے کو یہ سمجھا جانے لگا تھا کہ اب یہ زوائد میں سے ہے حالانکہ عملاً یہ بات نہیں ہے۔ یہ جتنے چندے بڑھے ہیں یہ سب تحریک جدید کے چندے کے بچے ہیں۔ تحریک جدید کے چندے نہ ہوتے، ان غریب قادیان والوں نے اور ہندوستان کی جماعتوں نے بکریاں بیچ بیچ کر اور کپڑے بیچ بیچ کر اور روپیہ، دو روپے اکٹھے کر کے مہینوں میں اگر نہ دیئے ہوئے تو آج کروڑوں تک بجٹ پہنچ نہیں سکتا تھا اس لئے جو اصل ہے اس کی حفاظت ضروری ہے، اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ جتنے چندے یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور دیگر جماعتوں میں اس وقت آپ کو نظر آ رہے ہیں یہ سارے تحریک جدید کے ان چندوں کی برکتیں ہیں جو آغاز میں دیئے گئے تھے اور بڑی خاص دعاؤں کے ساتھ دیئے گئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بھی شامل تھے، اول درجے کے تابعین شامل تھے، مہاجرین الی اللہ شامل تھے جو افغانستان سے یا دیگر جگہوں سے وہاں آ کر بس گئے تھے۔ ایک عجیب ماحول تھا اس وقت تقویٰ اور نیکی کا۔ جس رنگ میں وہاں چندے دیئے جاتے تھے وہ ایک ایسا منظر ہے کہ شاذ و نادر کے طور پر تاریخ میں اس قسم کے مناظر آیا کرتے ہیں۔ کئی کئی مہینوں کی تنخواہیں انجمن کے غریب کارکن دے دیا کرتے تھے۔ آج بھی یہ مناظر پھیل رہے ہیں ساری دنیا میں۔ بڑے حسین نقوش ظاہر ہو رہے ہیں احمدیت کی برکت سے لیکن ان کا آغاز وہیں سے شروع ہوا ہے قادیان سے، اس کو بھلانا نہیں چاہئے اور تحریک جدید نے جو کردار ادا کیا ہے اس عظیم الشان مالی قربانی کی رغبت پیدا کرنے میں اسے ہم کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

بہر حال اب جو شکل ہے وہ یہ ہے کہ تحریک جدید کا چندہ تو ایک کروڑ اکیس لاکھ یا اس سے کچھ

زائد ہوگا لیکن بجٹ تیرہ کروڑ سے زائد ہو چکا ہے اور تحریک جدید گویا کہ قریباً تیرھواں حصہ یا کچھ زائد اس سے پوری جماعت کے اخراجات میں حصہ لینے کی توفیق مل رہی ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ سارے فیوض تحریک جدید کے چندے کے ہی فیوض ہیں اور اس کو ضرور آگے بڑھانا چاہئے۔

مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ ہزار ہا احمدی بچے بڑے ہو کر اس لئے مالی قربانیوں میں شامل ہوئے کہ بچپن میں ان کی ماؤں نے ان کو تحریک جدید کے نظام میں شامل کر دیا تھا۔ یہ بہت ہی دیر پا اثرات ہیں جو تحریک جدید کے چندوں کے ظاہر ہوئے۔ آج جو نسلیں قربانیوں میں آگے بڑھ رہی ہیں ان میں ایک بہت بڑا طبقہ ایسا شامل ہے جن کو آغاز میں تحریک جدید سے مالی قربانی کے چسکے پیدا ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسا چسکا پڑ گیا کہ پھر وہ رہ ہی نہیں سکتے تھے چندوں کے بغیر اس لئے تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اسے ضرور زندہ رکھنا چاہئے۔ اس کی برکتیں قیامت تک جاری رہیں گی اور قیامت تک اسے یاد بھی رہنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ چونکہ آئندہ جا کے ارب ہا ارب روپے چندہ عام اور وصیت کے وصول ہوں گے اس لئے تحریک جدید کے چندے کو نظر انداز کر دیا جائے۔

میں نے تو اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا اور الحمد للہ کہ اب اس کی طرف توجہ بھی پیدا ہو رہی ہے کہ نہ صرف تحریک جدید کو زندہ رکھا جائے بلکہ تحریک جدید کے اول دفتر کے قربانیاں کرنے والوں کے چندوں کو بھی قیامت تک جاری رکھا جائے اور اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ سارے ہمارے محسن ہیں جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے جماعت کو اتنی برکتیں عطا فرمائیں اور جن کی نیکیاں پھر آگے بڑھ رہی ہیں بڑی کثرت کے ساتھ ان کی اولادوں میں بھی اور دوسروں میں بھی۔ تو نہ صرف تحریک کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنا ہے اور آگے بڑھانا ہے بلکہ ان اولین قربانی کرنے والوں کی یادوں کو بھی زندہ رکھنا ہے، ان کی قربانیوں کو بھی زندہ رکھنا ہے۔

الحمد للہ کہ اس دفعہ جو اطلاع ملی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ تحریک جدید نے اس کی طرف سنجیدگی سے توجہ کی اور کافی اخبارات میں بھی اعلان کروائے اور دیگر جماعتوں سے خط و کتابت کے ذریعے رابطے کئے تو انہوں نے بتایا کہ سات سو کھاتے پھر دوبارہ زندہ ہو گئے ہیں اس سال خدا کے فضل سے۔ یعنی سات سو ایسے چندہ دینے والے جن کی وفات کے ساتھ چندے بند ہو گئے تھے اس

کے ورثاء تک جب یہ باتیں پہنچیں انکو تلاش کر لیا گیا تو انہوں نے اس وقت سے لے کر جب سے چندے بند تھے آج تک کے سارے سالوں کے چندے بھی ادا کر دیئے اور آئندہ کیلئے عہد کیا کہ ہم ہمیشہ انشاء اللہ خود بھی دیتے رہیں گے اور اپنی اولادوں کو بھی نصیحت کرتے چلے جائیں گے ان کا چندہ کسی صورت میں بند نہیں کرنا۔ **یہ اولین خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ تم کروڑوں بھی دو تو ان آنوں کے مقابل پر تمہاری حیثیت نہیں ہو سکتی جو تقویٰ کے خاص مقام اور خاص معیار کے ساتھ خدا کے حضور پیش کئے گئے تھے۔ اس لئے ان اولین کے نام کو انشاء اللہ مرنے نہیں دیں گے۔** یہ عہد کرتے ہیں یہ توقع رکھتے ہیں اور اپنی آئندہ نسلوں سے کہ وہ ہمارے اس عہد کو پورا کرنے میں ہماری مدد کرتے رہیں گے ہمیشہ۔

اب میں نے تحریک کو ہدایت کی ہے کہ مزید تلاش کریں اور مزید محنت کریں۔ بیرونی دنیا میں ابھی تک اس طرف (یعنی بیرونی دنیا سے مراد ہے پاکستان کے علاوہ جو اکثر دنیا تو باہر کی دنیا ہے اس لحاظ سے) اکثر دنیا میں ابھی تک اس طرف پوری توجہ نہیں دی گئی اور اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے بزرگ کون تھے جن کے چندے اتنے تھے اور پھر وہ اچانک ان کی وفات سے بند ہو گئے اس لئے ان کو میں نے کہا ہے اب کہ ساری دنیا میں فہرستیں بھجوائیں اور جماعتوں کو ہدایت کریں کہ وہ مختلف اخباروں میں بار بار اعلان کروائیں جو مقامی اخبار چھپتے ہیں خصوصاً پاکستانیوں کو تلاش کر کے ان تک وہ فہرستیں پہنچائیں اور کہیں کہ ان میں نام تلاش کرو۔ تمہارے آباؤ اجداد میں سے تو کوئی ایسا نام نہیں جس کی وفات کے ساتھ اس کی یہ نیکی بھی بظاہر مرتی ہوئی دکھائی دے رہی ہو اور پھر عہد کرو کہ ان کی طرف سے ہم نے اس چندے کو ہمیشہ کے لئے جاری کرنا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ مزید کوشش سے ایک دو سال کے اندر ہر کھاتے کو زندہ کر دیا جائے گا۔ **اور جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا انشاء اللہ اس وعدے پہ قائم ہوں جتنی خدا نے مجھے توفیق دی جن کھاتوں کا کوئی والی وارث نہ ملا وہ میری طرف منتقل کر دیئے جائیں انشاء اللہ میں پوری کوشش کروں گا اپنی اولاد کو بھی نصیحت کروں گا کہ ان کھاتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں۔**

چونکہ اس وقت روپے تھوڑے ہوتے تھے ان کی قیمت بہت زیادہ تھی، اخلاص کے لحاظ سے ان کا مقام بہت بلند تھا لیکن بہر حال تھوڑے تھے نظر آنے کے لحاظ سے اس لئے اتنا مشکل کام نہیں

ہے یعنی آج کل کے معیار کے لحاظ سے اگر اس وقت کوئی پانچ روپے دیتا تھا تو بہت بڑی چیز تھی آج ہزار بھی دے تو اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں ہے تو ہزار آدمیوں کا کھاتہ زندہ کرنے کے لئے پانچ ہزار روپے سالانہ چاہئیں اور اس سے کئی گنا زیادہ چندہ دینے والے خدا کے فضل سے جماعت میں موجود ہیں۔ تو اگر اس طرح کے کھاتے زندہ کرنے ہوں تو ہزار نام تو آسانی کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ میں عہد کروں گا کہ ضرور پورا کروں۔ باقی احباب بھی توجہ کریں گے تو انشاء اللہ یہ سارے کھاتے زندہ ہو جائیں گے۔ خدا کے حضور ہمیشہ کیلئے تو پہلے ہی زندہ ہیں مگر ان کی یادیں بھی زندہ ہوں گی، ان کے لئے دعاؤں کی تحریکیں بھی زندہ ہوں گی۔ اندازہ لگائیں آج سے ہزار سال کے بعد قادیان کے یا ہندوستان کے وہ چند چندہ دینے والے ایسے ہوں گے جن کے نام پر چندے دیئے جارہے ہوں گیا۔ ایک عجیب بے نظیر بات ہوگی۔ حیرت سے دنیا ان لوگوں کو دیکھے گی کہ جن کے کھاتے ان کی وفات سے ہزار سال بعد بھی زندہ ہیں اور چلتے چلے جارہے ہیں اور کبھی نہیں مرتے۔ اور پھر ان کے لئے دعاؤں کی تحریکیں بھی پیدا ہوں گی۔

جماعت کی جو قربانیوں کا معاملہ ہے یہ تو اتنا وسیع مضمون ہے کہ اس خطبہ میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کا حق ادا کیا جاسکے۔ مجھے زبانی پچھلے سال سے لے کر اب تک کی باتیں یاد ہیں قربانی کی وہی بہت وسیع ہیں۔ حیرت انگیز رنگ میں جماعت کے بچے عورتیں، بوڑھے، جوان قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ میں ان کا ذکر بھی کر دیتا رہا ہوں جماعت کے علم میں آئے اور تحریک پیدا ہو اور بعض دفعہ ذکر نہیں بھی کرتا تا کہ اخفاء کا حق بھی پورا ہو جائے کیونکہ اگر مسلسل ذکر کیا جائے تو اس سے بعض کمزور طبیعتوں میں یہ رجحان بھی پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے کہ وہ سمجھیں کہ بڑی شہرت ہو رہی ہے ایسی قربانیوں کی ہم بھی قربانیوں کریں اور ہمارا نام بھی نمایاں طور پر لوگوں کے سامنے آئے۔ اگر چہ میں نام لینے سے عموماً احتراز کرتا ہوں مگر پھر بھی وہ لوگ نمایاں ہو جاتے ہیں اور اس بات کا رجحان پیدا ہوسکتا ہے تو مجھے احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ کثرت سے ان قربانیوں کا ذکر کروں جماعت میں مشتہر ہوں اور نئی تحریکیں دلوں میں پیدا ہوں۔ کبھی اخفاء سے بھی کام لینا پڑتا ہے تا کہ آیت کے اس مضمون کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ اگر تم اس کو چھپاؤ گے تو فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہوگا کیونکہ اصلاح نفس کے لحاظ سے چھپی ہوئی قربانی کا درجہ کھلی قربانی کے

مقابل پر زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس وقت میں ان کا ذکر نہیں کرتا وقت کے لحاظ سے بھی اور ویسے بھی مگر یہ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ بچے کیا اور بوڑھے کیا اور عورتیں کیا اور مرد کیا اس کثرت کے ساتھ ایسی عظیم الشان قربانیاں دے رہے ہیں کہ بعض دفعہ ان کے خطوط پڑھتے ہوئے بے اختیار آنسو چھلکنے لگتے ہیں۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں ان لوگوں کے لئے، رشک آتا ہے ان پر کہ کیسی غربت کے حالات میں، کیسی تنگی کے حالات میں محض ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ اللّٰہِ خدا کے چہرے کی رضا حاصل کرنے کے لئے، خدا کے نام پر قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور نہیں تھکتے۔

حیرت انگیز جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ کوئی اس کی مثال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے مقام پر فائز فرماتا چلا جائے۔ قدم آپ نے اٹھانے ہیں لیکن فائز اللہ فرمائے گا۔ قدم آپ نے اٹھانے ہیں لیکن مراتب اللہ کی طرف سے نصیب ہوں گے اس لئے اپنی نیتوں کو صاف کر کے خدا کی طرف بڑھتے رہیں۔ مالی قربانیوں میں پہلے سے زیادہ ارادے باندھیں۔ اگر توفیق نہیں ہے تو نذر کے پہلو کو یاد رکھیں۔ یہ عجیب مضمون ہے عجیب شان ہے اس آیت کی کہ جتنا آپ غور کریں اس کا مضمون پھیلتا چلا جاتا ہے کم نہیں ہوتا۔ نذر کا مضمون ان غریبوں کے لئے بیان ہو گیا جن کو وقتی طور پر توفیق نہیں ہے تمنائیں لئے پھرتے ہیں دلوں میں۔ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ (الاحزاب: ۲۴) یہ اسی قسم کا مضمون ہے جو یہاں بیان ہو گیا کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں جو خوش نصیب ہیں ان کو بڑی بڑی عظیم الشان قربانیوں کی توفیق مل گئی ایسے ایسے احمدی آج دنیا میں ہیں کہ جن کو، ایک ایک آدمی کو خدا کے فضل سے ایک ایک کروڑ روپیہ عملاً جماعت کے لئے پیش کرنے کی پچھلے ایک دو سالوں میں توفیق ملی ہے کسی زمانے میں آپ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ساری جماعت کا چندہ بھی ایک کروڑ نہیں ہوتا تھا لیکن ایک چندہ پر دوسرا چندہ حیرت انگیز طریق پر اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے بعض کو کہ ان کا چندہ پچھلے چند سالوں کے اندر ایک کروڑ کے قریب پہنچ گیا تو بعض لوگ جب اس کو پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں تو ان کے دل میں تمنائیں پیدا ہوتی ہیں۔

مثلاً جب میں نے بتایا کہ ہم نے ایک قرآن کریم طبع کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو خدا نے ایک آدمی پیدا کر دیا کہ سارا خرچ میں دوں گا۔ دوسرے کا فیصلہ ہوا تو ایک اور آدمی پیدا کر دیا، تیسرے کا

فیصلہ ہوا تو خدا نے ایک اور پیدا کر دیا۔ یعنی قرآن کریم کے تراجم ابھی مکمل نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ آدمی بھیج دیتا ہے کہ اس کا خرچ تو وہ اٹھالے گا۔ تو بعض جماعتوں کی طرف سے، بعض افراد کی طرف سے بڑی دردناک چھٹیاں آنی شروع ہوئیں اللہ ان کو جزاء دے کہ ہمارے دل کا عجیب حال ہے ایسی بے قرار تمنا پیدا ہوئی ہے، برداشت نہیں کر سکتے، کاش خدا ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی ایک پورے قرآن کریم کے ترجمے کا خرچ اٹھائیں۔ ایک دو کی بات نہیں ہے بیسیوں ایسے دوست ہیں جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ تمنا تڑپا دی ہے انکے دلوں میں اور بعض جماعتوں نے پھر پیش بھی کر دیا۔

چنانچہ لیبیا کے احمدیوں نے اس معاملہ میں پہل کی اور مجھے لکھا کہ ہم میں سے ایک آدمی تو نہیں ہے ایسا لیکن آئندہ ترجمہ قرآن کریم جو شائع ہونے والا ہے اس کے لئے ہم عہد کرتے ہیں، سارے لیبیا کی جماعت کے دوست، کہ ہم دیں گے۔

اور یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت نے چھیڑ دیا اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ یعنی تم جو نذریں باندھتے ہو۔ نذروں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ بھی ہے کہ دل میں ایک تمنا لے کے بیٹھ جاتے ہو کہ کاش ہمارے پاس ہو تو ہم یہ خرچ کریں۔ تو فرماتا ہے کہ اللہ اس کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ ایسی نذریں بھی موجود ہیں جو بظاہر پوری نہیں بھی ہوں گی تو خدا کے حضور پوری ہو چکی ہوں گی۔ ایسے مالک سے سودا ہے کتنا عظیم الشان سودا ہے! کوئی نظیر کسی اور سودے میں نظر نہیں آسکتی۔ جس کو آپ نے بات پہنچائی تھی فرمایا پہنچ گئی، فرمایا جس کو تم خرچ نہیں کر سکتے وہ بھی قبول ہو گیا میرے حضور اور ہر حال، ہر صورت سے میں واقف ہوں۔ پھر میں اسے تمہاری طرف لوٹانا شروع کرتا ہوں تمہاری اصلاح کے ذریعے جو کچھ تم خرچ کر رہے ہو گویا اپنی ذات پر خرچ کر رہے ہو پھر میں واپس بھی کر دیتا ہوں اور سارا اجر ابھی باقی پڑا ہوا ہے جو آخرت میں تمہیں عطا کروں گا۔ اس کا اس اجر کے ساتھ ان معنوں میں کوئی تعلق نہیں کہ اس کھاتے میں سے نفی ہو رہا ہو کچھ۔ یہ سودے ہیں جو آج خدا کے فضل سے جماعت کر رہی ہے۔ جب اس پہلو سے دیکھیں سعادتیں ہی سعادتیں ہیں۔

کتنا عظیم احسان ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا کہ ایسے لوگ پیدا کئے جو نہ ختم ہونے والے لوگ ہیں اور اس ظالمانہ دور میں پھر ان کو دوبارہ پیدا کر دیا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے یہ قوت قدسی اس مزکی نفس کی ہے جسے محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پس درود بھی بھیجیں بے

شمار، کثرت کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی اور ان نیک لوگوں پر بھی سلام بھیجیں جن کو خدا تعالیٰ قربانیوں کی توفیق عطا فرمارہا ہے اور ان کے لئے بھی دعائیں کریں جن کے دل میں نذریں پیدا ہو رہی ہیں اور خدا کی ان پر نظر ہے اور توفیق کیلئے دعا مانگیں کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنی دلی تمنائیں پوری کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اس موقع پر دفتر چہارم کا اعلان کرنا تھا (حضور نے اس پر استفسار فرمایا) کتنے سال کے بعد دفتر کا اعلان ہوتا ہے؟ انیس سال کے بعد تو یہ بیسواں سال ہے؟ بیس ہو چکے ہیں! بیس سال گزر چکے ہیں دفتر سوئم پر اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم دفتر چہارم کا اعلان کریں۔ اس دفتر سے مراد یہ ہے کہ ہر نئی نسل جو بیس سال کے بعد پیدا ہو کر بڑی ہو رہی ہے یعنی پورا بیس سال کے عرصہ میں کامل بلوغت تک پہنچ جاتی ہے ان کے لئے نئے کھاتے شروع ہو جائیں اور نئے سرے سے نئی فہرستیں تیار ہوں۔ خاص طور پر پاکستان سے باہر ابھی بہت گنجائش ہے تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد بڑھانے کی اس لئے آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ اور اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق ''دفتر چہارم'' کا بھی اعلان کرتا ہوں۔ آئندہ سے جو بھی نیا چندہ دہندہ تحریک میں شامل ہوگا وہ دفتر چہارم میں شامل ہوگا۔ باہر کی دنیا میں خصوصیت کے ساتھ بچوں کو نئے احمدیوں کو، نئے بالغ ہونے والوں کو اس میں شامل کریں۔ معمولی قربانی کے ساتھ ایک بہت عظیم الشان اعزاز آپ کو نصیب ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج نماز جمعہ کے معاً بعد دو نماز ہائے جنازہ غائب پڑھی جائیں گی۔ ایک نماز جنازہ مکرم خان عبدالمجید خاں صاحب مرحوم کی ہے۔ خانصاحب اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک غیر معمولی تقویٰ اور اخلاص کا مقام رکھتے تھے۔ مکرم پروفیسر نصیر احمد خاں صاحب کے اور ڈاکٹر حمید خاں صاحب (جو ہمارے انگلستان کی جماعت کے مخلص فرد ہیں) اور مکرمہ طاہرہ صدیقہ ناصر بیگم صاحبہ کے والد (اور بھی ان کے بچے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ) ان کو خلافت سے اخلاص کا جو تعلق تھا وہ ایک بالکل خاص امتیازی شان رکھتا تھا۔ فدائی تھے بالکل اور عاشق صادق تھے۔ ساری عمر بڑی وفا کے ساتھ انہوں نے نبھایا ہے اس سلسلہ وفا کو، سلسلہ عشق کو۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزا عطا

فرمائے اور غریق رحمت کرے۔ ان کی اولاد کے لئے بھی دعا کریں۔ اکثر اولاد خدا کے فضل سے اسی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ باقی سب کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی ہی توفیق بخشے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ کا ہے جو حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کی بیگم تھیں اور حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کی صاحبزادی تھیں۔ ہماری لندن کی ایک مخلص خاتون ہیں قدسیہ یوسف صاحبہ، ان کی والدہ۔ نو (9) بچے ہیں ان کے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی فضل کے ساتھ سب میں احمدیت کی محبت اور احمدیت کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور بہت ہی قرآن سے محبت کرنے والی تقریباً پچاس سال محلّہ کے بچوں کو اکٹھا کر کے قرآن کریم کی تعلیم دیتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فضل سے بہترین جزاء عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ (آمین)